تقریر

تقریر بابت ایمان
وقت 5-7 منٹ

# ایمان کی ستّر شاخوں میں سے کچھ کا تذکرہ

(تقریر نمبر13)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا (النساء:87)

یعنی اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ (سلام) پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لَوٹا دو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو
ملتی نہیں عزیزو! فقط قصّوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ

(درثمین)

**سامعین!** آج خاکسار ایمان کی ستّر شاخوں میں سے جن کا ذکر کرنا چاہتا ہے اُن میں سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، اہل قبلہ میں سے مرنے والوں پر نماز جنازہ کی ادائیگی شامل ہیں۔

**سلام کا جواب دینا**

یہ اتنا اہم اور بابرکت حکمِ الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر سلامتی بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ایک کا ذکر مَیں اوپر تلاوت کر آیا ہوں جو بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے قبل السلام علیکم کہہ کر اجازت لینے کے متعلق ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النور:28)

یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

پھر اسی طرح اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کی ہدایت یوں دی:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (النور:62)

یعنی جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں پر اللہ کی طرف سے ایک بابرکت پاکیزہ سلامتی کا تحفہ بھیجا کرو۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے آیات کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل کرو۔

ایک دوسرے پر السلام علیکم کہہ کر سلامتی بھیجنا دراصل اسلامی شعار ہے۔ ایک بندے کی اپنے ربّ سے ملاقات کے وقت جو تحفہ اور دُعا بندے کو ملے گی وہ یہی سلام کا تحفہ ہوگا۔

**سامعین!** آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سلام کو عام کرنے، اِسے معاشرے میں رواج دینے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

(مسلم کتاب الایمان)

کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر سلام کو رواج دینے کو آپس میں محبت بڑھنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان)

ایک موقع پر گھروں میں سلام کر کے داخل ہونے اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو اپنے نفس پر سلامتی بھیج کر ایک بار سورۃ اخلاص پڑھنے کا ذکر کر کے فرمایا۔ اِس سے محتاجی دُور ہوتی ہے۔

(روح البیان تفسیر سورۃ اخلاص)

ایک دفعہ کسی شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اندر آنے کی اجازت "اندر آجاؤں" کے الفاظ سے چاہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھجوایا کہ اِستِیذان چاہنے کے لئے "السلام علیکم" کہا کرو۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

حضرت کَلدہ بن حنبلؓ ایک دفعہ السلام علیکم کہے بغیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آگئے۔ آپؐ نے فرمایا واپس جاؤ اور السلام علیکم کہہ کر پوچھو۔ مَیں اندر آجاؤں؟

(ابوداؤد کتاب الادب)

حتّٰی کہ آپؐ نے فرمایا کہ تین دفعہ السلام علیکم کہہ کر اجازت چاہو۔ اگر جواب نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔

ہر کس و ناقص اور واقف اور ناواقف دونوں کو سلام کرنا چاہئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

کہ سب کو سلام کہو خواہ کوئی واقف ہو یا ناواقف۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ:482)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ آپؐ نے فرمایا عَشْرٌ۔ دوسرا آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ آپؐ نے فرمایا عِشْرُوْنَ۔ تیسرا آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپؐ نے فرمایا ثَلٰثُوْنَ۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا اس کے نام دس نیکیاں ہیں۔ جس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہا اس کے نام بیس نیکیاں ہیں اور جس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہا اس کے نام تیس نیکیاں لکھی گئیں۔

(ترمذی ابواب الاستئذان و الادب باب ما ذکر فی فضل السلام)

**سامعین!** معراج کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے حضور لے گئے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے حبیبِ کبریاء کی شان و عظمت میں اَلتَّحِیَاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ کے کلمات کو قبول فرماتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کے یہ دعائیہ الفاظ کہے کہ اے نبی! ہر قسم کی سلامتی تجھ پر ہمیشہ نازل ہوتی رہے اور اللہ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں بھی تجھ پر نازل ہوں۔

(آداب حیات از لجنہ کراچی صفحہ:205)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب بیان کرتے ہیں کہ

"حضرت مسیح موعودؑ کا یہ دستور تھا کہ آپؑ اپنے تمام خطوط میں بسم اللہ اور السلام علیکم لکھتے تھے اور خط کے نیچے دستخط کر کے تاریخ بھی ڈالتے تھے۔ مَیں نے کوئی خط آپؑ کا بغیر بسم اللہ اور سلام اور تاریخ کے نہیں دیکھا اور آپ کو سلام لکھنے کی اتنی عادت تھی کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپؑ ایک دفعہ کسی ہندو مخالف کو خط لکھنے لگے تو

خود بخود السلام علیکم لکھا گیا۔ جسے آپؑ نے کاٹ دیا۔ لیکن پھر لکھنے لگے تو پھر سلام لکھا گیا چنانچہ آپؑ نے دوسری دفعہ اُسے پھر کاٹا لیکن جب آپ تیسری دفعہ لکھنے لگے تو پھر ہاتھ اسی طرح چل گیا۔ آخر آپؑ نے ایک اور کاغذ لے کر ٹھہر ٹھہر کر خط لکھا۔"

(سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 270،روایت نمبر 299)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جہاں احمدی اکٹھے ہوں وہاں تو سلام کو رواج دیں۔ خاص طور پر ربوہ، قادیان میں اور بعض اور شہروں میں بھی اکٹھی احمدی آبادیاں ہیں ایک دوسرے کو سلام کرنے کا رواج دینا چاہئے۔ مَیں نے پہلے بھی ایک دفعہ ربوہ کے بچوں کو کہا تھا کہ اگر بچے یاد سے اس کو رواج دیں گے تو بڑوں کو بھی عادت پڑ جائے گی۔ پھر اسی طرح واقفین نو بچے ہیں۔ ہمارے جامعہ نئے کھل رہے ہیں۔ ان کے طلباء ہیں اگر یہ سب اس کو رواج دینا شروع کریں اور ان کی یہ ایک انفرادیت بن جائے کہ یہ سلام کہنے والے ہیں تو ہر طرف سلام کا رواج بڑی آسانی سے پیدا ہو سکتا ہے اور ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔"

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 636)

**بیمار کی عیادت کرنا**

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَاِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ (الشعراء:81)

یعنی جب مَیں بیمار ہوتا ہوں تو وہی ہے جو مجھے شفا دیتا ہے۔

**سامعین!** ہر انسان کسی نہ کسی وقت بیمار ضرور ہوتا ہے اور اُس کو شفا دینے والا بھی اللہ ہے لیکن کسی بھی مریض کی عیادت اور بالخصوص مسلمان مریض کی عیادت کرنا حقوق مسلم میں سے ہے جو کہ سنّت یا مستحبّ ہے۔ مریض کی عیادت کرنے سے مریض کو حوصلہ ملتا ہے اور باہم محبت بڑھتی ہے۔ انسان جب بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اسے جو بے چینی اور تکلیف ہوتی ہے وہی جانتا ہے۔ مصیبت اور پریشانی کے اس عالم میں اگر کوئی اس کی خیریت معلوم کرتا ہے، اُس کی ڈھارس بندھاتا ہے۔ اُس کی خدمت کرتا ہے تو اسے بڑا سہارا محسوس ہوتا ہے۔ مریض کی آدھی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ پھر اس کا یہ احساس اسے بڑا حوصلہ دیتا ہے کہ بیماری میں اس کی خدمت کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے اسے نفسیاتی طور پر صحتیاب ہونے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

اسلام نے مریض کی عیادت کرنے پر بڑا زور دیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں حکم دیا: "مریض کی عیادت کیا کرو"

(ابو داؤد)

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیمار کی عیادت پر اُبھارتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جب بھی کوئی مسلمان صبح کو کسی مسلمان کی عیادت کرتا ہے تو شام تک پچاس ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک پچاس ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور جنّت میں اس کے لیے چُنے ہوئے پھل ہوں گے۔"

(جامع ترمذی)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت یعنی مزاج پرسی کیا کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔

(صحیح بخاری کتاب المرضی، باب عیادۃ المریض)

جب بیمار کی عیادت کے لیے جائیں تو اس کی خیریت پوچھنے کے بعد اس کے لیے صحت و شفا کی دعا کریں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کسی بیمار کی عیادت کے لیے جائے تو اس کے ہاتھ اور پیشانی پر ہاتھ رکھے اس کو تسلّی اور دلاسا دے اور اس کی شفا کے لیے خدا سے دعا کرے۔

(جامع ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک انصاری آیا تو حضورؐ نے اس سے پوچھا میرے بھائی سعد بن عبادہؓ کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا بہتر ہے۔

اس پر حضورؐ نے فرمایا:
اس کی عیادت کے لئے تم میں سے کون کون چلے گا۔ چنانچہ حضورؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم تیرہ کے قریب افراد حضورؐ کے ساتھ چل پڑے اور حضرت سعد بن عبادہؓ کی خیریت معلوم کی۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب عیادۃ المرضیٰ)

مریض کے پاس حسب ضرورت بیٹھنا چاہیے اگر آپ کا کچھ دیر تک بیٹھنا اس کے لیے باعثِ دلجوئی ہو تو دیر تک بیٹھیں لیکن اگر محسوس کریں کہ دیر تک بیٹھنے سے اُس کے آرام میں خلل پڑے گا یا اس کے گھر والے آپ کی وجہ سے اس کی خدمت نہ کر سکیں گے تو ایسی صورت میں زیادہ دیر نہ بیٹھیے۔ جب تک آپ مریض کے پاس بیٹھیں اس کو دلاسہ دینے والی باتیں کریں۔ مریض کی عیادت کرنے میں رنگ، نسل اور مذہب کا فرق نہیں رکھنا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو تکلیف میں دیکھتے تو اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے آپؐ تمام ذرائع اور وسائل استعمال کرتے تھے اور ان تکلیفوں کو دور کرنے اور دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے آپؐ کے دل میں بے انتہا مہربانی کے جذبات ہوتے تھے اور اس سے آپ کبھی نہیں تھکتے تھے۔ اور دوسروں کے لئے ہمدردی اور رحم کے جذبات کا آپؐ کا ایک ایسا وصف تھا کہ اس وصف کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ بے حد مہربان ہونے اور بار بار رحم کرنے کی خدائی صفت کا انسانوں میں کامل اور اعلیٰ نمونہ صرف اور صرف آپؐ کی ذات میں تھا۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:
”جذب اور عقدِ ہمت ایک انسان کو اُس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور ظلّ اللہ بنتا ہے۔ پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لئے آپؐ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا، وہ اس پر سخت گراں ہے (بہت تکلیف دِہ ہے) اور اُسے ہر وقت اِس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں“

(الحکم جلد 6 نمبر 26 صفحہ 6 مورخہ 24۔ جولائی 1902ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
”مریضوں کی عیادت کرنا بھی خدا تعالیٰ کے قرب کو پانے کا ایک ذریعہ ہے۔ ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ خاص طور پر جو ذیلی تنظیمیں ہیں ان کو مَیں ہمیشہ کہتا ہوں۔ خدمتِ خلق کے جو اُن کے شعبے ہیں لجنہ کے، خدام کے، انصار کے ایسے پروگرام بنایا کریں کہ مریضوں کی عیادت کیا کریں، ہسپتالوں میں جایا کریں۔ اپنوں اور غیروں کی، سب کی عیادت کرنی چاہئے اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ بھی ایک سنت کے مطابق ہے اور ہمیشہ اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے ذریعے ہم اختیار کریں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی بتادیا کہ عیادت کس طرح کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیادت کا ایک عمدہ طریق یہ ہے کہ آدمی مریض کے پاس جائے، اس کی پیشانی یا اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھے کہ اس کی طبیعت کیسی ہے اور آپس میں ملنے ملانے کا عمدہ طریق یہ ہے کہ ایک دوسرے سے ملتے وقت مصافحہ کرو تو اس طرح ایک اپنائیت اور محبت کا احساس اور بڑھے گا۔“ (ترمذی بواب الادب باب ما جاء فی المصافحۃ)

(خطبہ جمعہ 15/اپریل 2005ء)

**نمازِ جنازہ کی ادائیگی**

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۖ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ (العنکبوت:57)
یعنی ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے۔ پھر ہماری ہی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔
**سامعین!** اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق رکھے ہیں جن کو ادا کرنا اخلاقی اور شرعی فرض بنتا ہے اور انہیں حقوق العباد کا درجہ حاصل ہے۔ ان پانچ حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان بھائی فوت ہو جائے تو اس کی نمازہ جنازہ ادا کی جائے اور یہ نمازِ جنازہ حقیقت میں اس جانے والے کے لیے دعا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اگلی منزل کو آسان فرمائے اس لیے کثرت سے دعائیں کرنی چاہیں۔

نمازجنازہ پڑھنا مسلمان کا حق ہے اور فرض کفایہ ہے، قرآن مجید کے کسی آیت میں صراحتاً تو نمازجنازہ کا ذکر نہیں ہے،البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے جنازہ پڑھنے سے منع کرنے سے اشارۃً مسلمانوں کے حق میں نمازجنازہ کا حکم ثابت ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لیے فرمایا کہ

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِهٖ ؕ اِنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَاتُوۡا وَهُمۡ فٰسِقُوۡنَ(التوبہ:84)

یعنی تُو ان میں سے کسی مرنے والے پر کبھی (جنازہ کی) نماز نہ پڑھ اور کبھی اس کی قبر پر (دعا کے لئے) کھڑا نہ ہو۔یقیناً انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کر دیا ہے اور وہ اس حالت میں مرے کہ وہ بدکردار تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔آپؐ فرما رہے تھے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں،سلام کا جواب دینا، بیمار کی بیمار پرسی کرنا،نمازجنازہ میں شریک ہونا اور دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کا جواب دینا۔

(صحیح بخاری،کتاب الجنائز،باب: الامر باتباع الجنائز)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جو شخص مسلمان کے جنازے کے ساتھ ایمان کی وجہ سے اور رضائے الٰہی کی خاطر جاتا ہے جب تک اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھ لی جاتی اور اس کے دفنانے سے لوگ فارغ نہیں ہو جاتے،تب تک وہ اس کے ساتھ ہی رہتا ہے تو وہ دو قیراط اجر لے کر واپس آتا ہے۔ایک ایک قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہو گا اور جس نے جنازہ پڑھا اور پھر اس کے دفنانے سے پہلے لوٹ آیا تو وہ ایک قیراط لے کر واپس آتا ہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب اِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ مِنَ الإِيمَانِ حدیث نمبر 47)

نمازجنازہ فرض کفایہ ہے۔یعنی سب مسلمانوں پر بحیثیت مجموعی فرض ہے۔اگر کچھ لوگ نماز پڑھ لیں تو باقی سبکدوش ہو جائیں گے لیکن باوجود علم ہو جانے کے اگر کوئی نہ پڑھے تو سب گنہگار ہوں گے۔

(فقہ احمدیہ صفحہ 239)

نمازجنازہ کی مسنون دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثٰنَا۔اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ

(ابن ماجہ کتاب الجنائز باب فی الدعا فی الصلوٰۃ الجنازہ)

یعنی یعنی اے اللہ! بخش دے ہمارے زندوں کو اور جو مر چکے ہیں اور جو حاضر ہیں اور جو موجود نہیں اور ہمارے چھوٹے بچوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔اے اللہ! جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے اُسے اسلام پر قائم رکھ اور جس کو تو وفات دے اُس کو ایمان کے ساتھ وفات دے۔اے اللہ! اِس کے اجر و ثواب سے ہم کو محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں کسی فتنہ میں نہ ڈال۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع خدام سیر کرنے کے واسطے صبح باہر نکلے تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی قبر پر تشریف لے گئے جہاں آپؑ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔بعد دعا کے ایک شخص نے پوچھا کہ قبر پر کھڑے ہو کر کیا پڑھنا چاہیے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ

”میت کے واسطے دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ اس کے ان قصوروں اور گناہوں کو بخشے جو اُس نے اس دنیا میں کئے تھے اور اس کے پسماندگان کے واسطے بھی دعا کرنی چاہئے۔“

پھر پوچھا کہ دعا میں کونسی آیت پڑھنی چاہئے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ

”یہ تکلفات ہیں۔تم اپنی ہی زبان میں جس کو بخوبی جانتے ہو اور جس میں تم کو جوش پیدا ہوتا ہے۔میت کے واسطے دعا کرو۔“

(بدر 19ء جنوری 1906ء صفحہ 6 بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 179-180)

نارووال پاکستان سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ کیا نماز جنازہ نماز ہے یا اسے ایسے ہی نماز کا نام دے دیا گیا ہے کیونکہ اس کیلئے مکروہ اوقات کا خیال نہیں رکھا جاتا؟

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

” نماز جنازہ بھی ایک طرح کی نماز ہی ہے لیکن چونکہ اس میں نماز جنازہ ادا کرنے والوں کے سامنے مرنے والے کی نعش موجود ہوتی ہے اس لیے اس میں رکوع و سجود نہیں رکھے گئے تا کہ کسی بھی قسم کے شرک کا احتمال پیدا نہ ہو۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں جہاں مختلف نمازوں کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں، وہاں نماز جنازہ کی بھی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: ان نمازوں کے علاوہ ایک ضروری نماز نماز جنازہ کی نماز ہے۔ یہ فرض کفایہ ہے...جنازہ کی نماز میں دوسری نمازوں کے بر خلاف رکوع اور سجدہ نہیں ہوتا بلکہ اسکے سب حصّے کھڑے کھڑے ادا کیے جاتے ہیں...اس نماز کے چار حصّے ہوتے ہیں۔ امام قبلہ رو کھڑا ہو کر بلند آواز سے سینہ پر ہاتھ باندھ کر تکبیر کہہ کر اس نماز کو شروع کرتا ہے۔ اس نماز سے پہلے اقامت نہیں کہی جاتی۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 115)

نماز جنازہ کے لئے کوئی مکروہ اوقات نہیں ہیں۔ فقہاء میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد جس طرح نفلی نماز ادا کرنے کی ممانعت ہے، نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے ایسی کوئی ممانعت نہیں۔ البتہ جب سورج طلوع ہو رہا ہو یا سورج عین سر پر ہو یا سورج غروب ہو رہا ہو تو ان تین اوقات میں حنفی، مالکی، اور حنبلی فقہاء کے نزدیک بغیر کسی مجبوری یا عذر کے نماز جنازہ ادا کرنا پسندیدہ نہیں۔ جبکہ شافعیہ کے نزدیک کسی وقت میں بھی نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے۔“

(اخبار بدر قادیان مورخہ 4/ مئی 2023ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)